

عدالتِ عظمیٰ پاکستان
(با اختیارِ سماعت اپیل)

موجود:

جناب جسٹس دوست محمد خان، جج
جناب جسٹس قاضی فائز عیسیٰ، جج
جناب جسٹس فیصل عرب، جج

فوجداری اپیل نمبری ۲۷۵ / ۲۰۱۱

زیرِ شق (۳) ۱۸۵، دستورِ اسلامی جمہوریہ پاکستان مجریہ سال ۱۹۷۳ء

(برخلاف حکم عدالتِ عالیہ لاہور، لاہور محرمہ ۲۳ نومبر ۲۰۱۰ء)

بر فوجداری عرضداشت نمبری ۹۴۰ / ۲۰۰۵

(اپیل کنندہ)

خلیل

بنام

(مستول علیہ)

سرکار

منجانب اپیل کنندہ: سید رفاقت حسین شاہ، منسلک وکیل، عدالتِ عظمیٰ

منجانب سرکار: چوہدری زیر احمد فاروق، متعین کردہ اضافی سرکاری وکیل، صوبہ پنجاب

تاریخ سماعتِ مقدمہ: ۳۰ جنوری، ۲۰۱۱ء

فیصلہ / حکم آخر

دوست محمد خان، جج:-

مختصر خلاصہ مقدمہ:

اپیل کنندہ کو محمد عباس کے قتل کرنے کی پاداش میں سماعت مقدمہ کے اختتام پر اضافی ضلعی سیشن جج، فیصل آباد نے زیر دفعہ ۳۰۲ (ب) تعزیرات پاکستان قصور وار ٹھہرا کر سزائے موت سنا دی اور مبلغ پچاس ہزار روپے معاوضہ ورثائے مقتول کو ادا کرنے کا حکم ہوا جبکہ ان کے ساتھی ملزمان مسمیان محمد الیاس اور محمد عزیز عرف جیجو ہر ایک کو عمر قید اور مبلغ پچاس ہزار روپے ہر ایک، ورثائے مقتول کو بطور معاوضہ ادا کرنے کا حکم سنایا۔

۲۔ سزائے موت اور عمر قید کی سزا کے خلاف اپیل کنندہ اور دو سزا یافتہ ملزمان نے اپیل نمبری ۹۴۰ / ۲۰۰۵ بعدالت عالیہ لاہور دائر کی جبکہ عدالت ابتدائی سماعت نے مراسلہ قتل (Murder Reference) نمبری ۸۲۵ / ۲۰۰۵ عدالت عالیہ کو توثیق کے لئے بھیجا جبکہ مدعی مقدمہ نے اپیل کنندہ کے ساتھی ملزمان کی سزا میں اضافہ کے لئے فوجداری نگرانی ۱۰۴۰ / ۲۰۰۵ دائر کی۔

۳۔ عدالت عالیہ لاہور نے بروئے یکجا حکم مورخہ ۲۳ نومبر ۲۰۱۰ء اپیل کنندہ کے ساتھی ملزمان مسمیان محمد الیاس اور عزیز عرف جیجو کو شک کا فائدہ دیتے ہوئے بری کیا۔ اس طرح مستغیث مقدمہ کی نگرانی بھی خارج کی جبکہ اپیل کنندہ کی استدعا برائے بریت از مقدمہ خارج کی اور عدالت ماتحت کی طرف سے مراسلہ قتل کی توثیق کی۔

۴۔ عدالت ہذا نے مورخہ ۲ اگست ۲۰۱۱ء کو جامع نقاط جو کہ مقدمہ کے صحیح فیصلہ کرنے میں انتہائی اہمیت رکھتے ہیں اپیل کنندہ کو اپیل ہذا کی اجازت بخشی۔

ہم نے وکلاء کے دلائل سنے اور جملہ شہادت بر مثل کا باریک بینی سے جائزہ لیا۔

۵۔ وقوعہ ہذا مورخہ ۳۰ دسمبر ۲۰۰۴ء کو رات کے پچھلے پہر یعنی مبینہ طور پر ۲ بجے رونما ہوا۔ جس کی ابتدائی تحریری اطلاع محمد الیاس مستغیث نے علی الصبح تفتیشی افسر کو موقع سے کچھ فاصلے پر درج کرائی۔ ابتدائی اطلاع وقوعہ کے مطابق مدعی بمعہ دیگر اہل و عیال رات کو حسب معمول دو مختلف رہائشی کمروں میں

سو گئے کہ قریب ۲ بجے انسانی پاؤں کی آہٹ کی آواز پر مسماں رضیہ بی بی، والدہ مستغیث جاگ اُٹھی جس نے، مستغیث، محمد عباس (مقتول)، اعجاز احمد اور مختار احمد کو جگایا۔ والدہ مدعی جو بدورانِ سماعت مقدمہ برائے شہادت پیش نہ ہوئی، کمرے کا دروازہ کھول کر برآمدے میں آئی جس کے ساتھ ساتھ محمد عباس مقتول پسرش اور مدعی بھی باہر نکلے۔ مبینہ طور پر صحن میں بجلی کے بلب کی روشنی میں انہوں نے دیکھا کہ اپیل کنندہ مسلح بندوق ۱۲ بورنیم خود کار جبکہ ان کے دیگر ساتھی بھی اسلحہ سے مسلح تھے۔ اپیل کنندہ نے محمد عباس پر گولی چلائی جس سے وہ سر پر لگ کر گر پڑا۔ مدعی نے رپورٹ میں مزید کہا کہ وہ بمعہ برادران و والدہ آتش ملزمان کو قابو کرنے کیلئے آگے بڑھے لیکن انہوں نے جان سے مارنے کی دھمکی دی اور یوں وہ دیوار پھلانگ کر باہر چلے گئے۔ وجہ عداوت یوں بیان کی کہ محمد عباس مقتول اور خلیل (اپیل کنندہ) کے مابین چند روز قبل تلخ کلامی اور گالم گلوچ ہوئی تھی۔

۶۔ نعلش مقتول برائے بیرونی و اندرونی ملاحظہ اعضاء و زخمت رائے طبی ماہر مردہ خانے بمعہ فرد صورت حال مرگ بھجوائی گئی اور رائے طبی ماہر تحریری حاصل کی گئی۔ دورانِ تفتیش مختلف اوقات میں تینوں ملزمان کی ایماء اور نشاندہی پر متعلقہ اسلحہ جو کہ مبینہ طور پر وقوعہ میں استعمال ہوا تھا ان کے رہائشی گھروں سے بذریعہ فردات مقبوضگی قبضے میں لیا گیا۔ اپیل کنندہ مورخہ ۳ مارچ ۲۰۰۵ء کو گرفتار ہوا جبکہ اس کی نشاندہی پر بندوق متذکرہ بالا مورخہ ۱۴ مارچ ۲۰۰۵ء کو قبضے میں لی گئی۔ تفتیش کی تکمیل کے بعد مثل مقدمہ برائے سماعت عدالت مجاز بھیجی گئی۔

۷۔ چونکہ نہ صرف وقوعہ اندھیری رات کا ہے بلکہ رات کے آخری پہر کے قریب رونما ہوا ہے اور چونکہ دسمبر کا مہینہ تھا لہذا کھراور دھند کے باعث کسی کو کچھ فاصلے پر شناخت کرنا اگر ناممکن نہ تھا تو مشکل ضرور تھا۔ چونکہ مقدمہ ہذا میں ابتدائی اطلاع وقوعہ میں اور نقشہ موقع میں بجلی کے روشن بلب کا ذکر کیا گیا ہے تاہم باقی متعلقہ اشیاء کو قبضہ پولیس میں لینے کے باوجود بلب بجلی جو کہ واحد ذریعہ شناخت تھا کو قبضہ پولیس میں نہیں لیا گیا۔ یہ صرف کوتاہی نہیں بلکہ دانستہ طور پر ایسا کیا گیا کیونکہ اگر بلب بجلی واقعی موجود ہوتا تو انتہائی اہمیت کا حامل ہونے کی وجہ سے تفتیشی افسر اس کو پہلی فرصت میں قبضے میں لیتا اور اس کی ساخت اور روشنی دینے کی صلاحیت کو ظاہر کرتا جبکہ ایسا دانستہ طور پر نہیں کیا گیا ہے۔ لہذا اس سے متعلق حسب

اصول قانون مخالف نتیجہ اخذ کرنا لازمی ہے اور یوں مرتکبانِ جرم کی شناخت ایک بڑا سوالیہ نشان بن گئی ہے جس کا کوئی معقول جواب استغاثہ کے پاس نہیں ہے۔

۸۔ نیز یہ کہ عدالتِ ہذا کے اس نقطہ نظر کو استغاثہ کے گواہ نمبر ۵ مسی محمد الیاس کے اس بیان سے مزید تقویت ملتی ہے جس میں اس نے خود تسلیم کیا ہے کہ اصل مرتکبانِ جرم کو تلاش کرنے کے لئے انسانی نشاناتِ پا سے متعلق ماہر کھوجی اور تربیت یافتہ کتے کی خدمات تفتیشی افسر نے حاصل کی تھیں۔ مزید بیانی ہوا کہ تربیت یافتہ کتا موقع سے سیدھا اپیل کنندہ کے والد کے گھر پہنچا۔ یہاں پر یہ امر انتہائی اہمیت کا حامل ہو گیا ہے اور مقدمہ ہذا میں فیصلہ کن کردار کا حامل بن گیا ہے کیونکہ اگر ابتدائی اطلاع وقوعہ میں ملزمان کے اسماء بمعہ ولدیت اور پتہ درج تھے تو کیوں ماہر کھوجی اور تربیت یافتہ کتے کے ذریعے اصل مجرمان تک پہنچنے کی کاوش کی گئی؟ اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا واجب ہو جاتا ہے کہ اس وقت تک جب یہ تجربہ آزمایا گیا نہ تو اپیل کنندہ نا ہی دیگر دو ملزمان کو وقوعہ میں نامزد کیا گیا یا پھر تفتیشی افسر کو اپیل کنندہ اور بری شدہ دو ملزمان کے جرم میں ملوث ہونے پر قوی شک و شبہ تھا۔

۹۔ دونوں مبینہ چشم دید گواہان نے روبروئے عدالت اپنے بیانات میں ناجائز اور بددیانتی پر مبنی مقدمے میں موجود خلاء کو پر کرنے کے لئے کافی تفاوت و ایذا دگی کی ہے اور ابتدائی اطلاع بابت وقوعہ کی تحریر اور بیان زیر دفعہ ۱۶۱ ضابطہ فوجداری کو بدلنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ چونکہ اپیل کنندہ کی نشاندہی پر قبضے میں لی گئی بندوق کے ساتھ کوئی خالی خول / کارٹوس نہیں بھیجا گیا لہذا ماہر اسلحہ کی رائے بھی مثل مقدمہ پر موجود نہیں ہے جو کہ مقدمہ استغاثہ میں خلاء پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے۔

۱۰۔ دفاع میں ملزمان کے وکیل نے شدت کے ساتھ گواہانِ استغاثہ کو تجویز کیا ہے کہ وقوعہ چوری یا ڈکیتی کا تھا اور مقتول کو مذاحمت کے دوران نامعلوم چور / ڈاکوؤں نے فائرنگ کر کے قتل کیا ہے جو اصل سبب وقوعہ کے قریب تر اور سچ پر مبنی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اپیل کنندہ خود اور اسکا والد صاحب جائیداد ہیں جیسا کہ گواہانِ استغاثہ نے تسلیم کیا ہے نیز وجہ عناد سے متعلق کوئی قابل قبول اور معقول شہادت مثل مقدمہ پر نہیں آئی ہے اور مستغیث مقدمہ نے بددیانتی کے ذریعہ اپنی ابتدائی اطلاعی تحریر بابت وقوعہ سے رُوگردانی کی ہے اور وجہ عناد کا بھی گواہ بننے کی کوشش کی ہے جس کو اس سلسلے میں جرح میں وکیل دفاع نے

جھوٹا ثابت کیا ہے۔ ہمیں یہاں پر یہ اظہار رائے کرنے میں ذرا سی ہچکچاہٹ یا تامل محسوس نہیں ہوتا ہے کہ مبینہ وجہ عناد کی بناء پر مقتول کو قتل کرنے کے اور آسان مواقع اپیل کنندہ کو میسر تھے۔ اندھیری رات میں جبکہ مقتول بمعہ دیگر اہل خانہ کمرے کے اندر خوابیدہ تھے اُس کے گھر اس نیت سے داخل ہونا ایک غیر فطری عمل لگتا ہے کیونکہ ایسی صورت میں کیا مقتول ہی کا باہر آنا یقینی تھا اور یہ کہ ایسی صورت میں خود اپیل کنندہ کی جان کو شدید خطرہ لاحق ہو سکتا تھا۔ نیز گواہان استغاثہ تسلیم کر چکے ہیں کہ انکا گاؤں جنگل نما جگہ پر واقع ہے اور رات کے وقت چوری اور ڈاکے وہاں پر تو اتر کے ساتھ رونا نما ہوتے ہیں۔

۱۱۔ یہ عدالت کا مسلمہ اصول ہے کہ رات کو اس قسم کا وقوعہ سرزد کرتے وقت ملزمان / مرتکبان جرم کو سب سے پہلی تشویش یہ لاحق ہوتی ہے کہ اسے کوئی شناخت نہ کر سکے لہذا وہ نقاب لگا کر ہی اس قسم کی واردات کرتے ہیں تاکہ شناخت کے بغیر وہ موقعہ واردات سے با آسانی راہ فرار اختیار کر سکیں۔ نیز تاریک شب کے وقوعہ میں محض چند لمحے کے لئے کسی پر سرسری نظر ڈال کر شناخت کرنا بہت مشکل امر ہے اس لیے رات کی تاریکی میں شناخت کرنے کی شہادت کو شک و شبہ پر مبنی شہادت کا درجہ دیا جاتا ہے اور جب تک ایسی شہادت کی قابل یقین و ناقابل تردید حد تک تائید و توثیق کسی مضبوط تائیدی شہادت سے نہیں ہوتی اس وقت تک ایسی شہادت پر انحصار کرنا انصاف کے زریں اصولوں کے خلاف ہو گا۔ ہم یہ وضاحت کرنا بھی قانونی فرائض منصبی کا تقاضا سمجھتے ہیں کہ عدالت عالیہ کا محض اس بناء پر اپیل کنندہ کے دو ساتھی ملزمان کو بری کرنا کہ انہوں نے مقتول کو کوئی ضرب نہیں پہنچائی ہے، اصول قانون و انصاف کے عین خلاف ہے کیونکہ تینوں ملزمان نے مشترکہ نیت مجرمانہ کے تحت گھر میں مسلح مداخلت بے جا کی ہے۔ عدالت عالیہ کے معزز جج صاحبان نے بری شدہ ملزمان کی موقع پر موجودگی کو تسلیم کیا ہے تاہم محض مندرجہ بالا عذر کی بناء پر ان کو شک کا فائدہ دیکر بری کیا جبکہ دونوں کو اچھی طرح معلوم تھا کہ اپیل کنندہ جیسا کہ استغاثہ کی کہانی بنائی گئی نیم خود کار ۱۲ بور بندوق سے مسلح تھا اور وہ دونوں خود بھی مسلح تھے جس کے پس پردہ مقصد یہی تھا کہ پھنس جانے یا خطرے کی صورت میں وہ اسلحہ استعمال کر کے کسی کو ضرب پہنچا کر قتل کرنے سے دریغ نہیں کریں گے تاہم چونکہ مندرجہ بالا وجوہات و دلائل کی روشنی میں ہم نے جملہ واقعات وقوعہ کو شکوک اور شبہات سے بھرپور پاکر شہادت استغاثہ کو رد کیا ہے لہذا سوائے قانونی اصول کی وضاحت کے ہمارا اور کوئی مقصد نہیں۔ وجوہات بالا اپیل منظور کی جاتی ہے اور اپیل کنندہ کو بری کیا جاتا ہے۔

نوٹ: وجوہاتِ بالا ہمارے مختصر انگریزی حکم نامے مورخہ ۳۰ جنوری ۲۰۱۷ء کی تائید میں تحریر کی گئی ہیں جو کہ ذیل میں دوہرایا جاتا ہے:-

“For reasons to be recorded later on, this appeal is allowed. Consequently, the appellant is acquitted of all the charges leveled against him and he shall be set free forthwith, if not required in any other case. The detailed reasons shall follow.

بج

بج

بج

(اشاعت کے لئے منظور)

اسلام آباد، ۳۰ جنوری، ۲۰۱۷ء

ایم و سیم